سوال

(525) رمی جمار کا صحیح وقت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

رمی جمار کا وقت کیا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جمرہ عقبہ کی رمی کا وقت عید کا دن ہے۔ اہل قدرت ونشاط کےلیے یہ وقت عید کے دن کے طلوع آفتاب سے شروع ہوتا ہے جب کہ کمزوروں اور بھیڑ کا مقابلہ نہ کرسکنے والے بچوں اور عورتوں کےلیے یہ وقت عید کی رات کے آخری حصے سے شروع ہوجاتا ہے۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ عید کی رات چاند کے غروب ہونے کا انتظار کیا کرتی تھیں۔ جب چاند غروب ہوجاتا تو وہ مزدلفہ سے منیٰ آجاتیں اور جمرہ کو رمی کرتیں، اس کا آخری وقت عید کے دن غروب آفتاب تک ہے اگر ہجوم بہت زیادہ ہو یا انسان جمرات سے دور ہو اور وہ رمی کو رات تک مؤخر کرنا چاہے تو کوئی حرج نہیں، البتہ وہ گیارہویں تاریخ کی طلوع فجر تک اسے مؤخر نہ کرے۔ ایام تشریق یعنی گیارہ بارہ اور تیرہ تاریخ کو رمی جمار کا وقت زوال آفتاب یعنی ظہر کا وقت شروع ہونے سے لے کر نصف رات تک ہے۔ اگر مشقت یا ہجوم ہو تو پھر رات کو طلوع فجر تک رمی کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ گیارہ بارہ اور تیرہ تاریخ کو زوال سے پہلے رمی کرنا جائز نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال کے بعد رمی کی اور آپ نے لوگوں سے فرمایا تھا:

«خُذُوا عنی مَنَا سِکَکُمْ» (صحیح البخاري، العلم، باب القتیا وھو واقف علی الدابة وغیرہا، ح: ۸۳، و صحیح مسلم، الحج، باب استحباب رمی جمرة العقبة یوم النحر، ح: ۱۲۹۷، واللفظ لہ)

''تم اپنے مناسک حج مجھ سیکھو۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زوال آفتاب تک رمی کو مؤخر کرنا حالانکہ وہ سخت گرمی کا وقت ہوتا ہے اور دن کے ابتدائی حصے میں رمی نہ کرنا حالانکہ اس وقت گرمی بھی نہیں ہوتی اور آسانی بھی ہوتی ہے، اس بات کی دلیل ہے کہ اس وقت سے پہلے رمی کرنا حلال نہیں اور اس کی دوسری دلیل یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوال کے وقت نماز ظہر پڑھنے سے پہلے رمی فرمایا کرتے تھے۔ یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ زوال سے پہلے رمی کرنا حلال نہیں ہے ورنہ زوال سے پہلے رمی افضل ہوتی تاکہ نماز ظہر کو اول وقت میں ادا کیا جا سکے کیونکہ نماز اپنے اول وقت میں ادا کرنا افضل ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ ایام تشریق میں زوال سے پہلے رمی کرنا جائز نہیں۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

عقائد کے مسائل : صفحہ 449

محدث فتویٰ